www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اللہ کے ہاں مقدمہ درج ہو چکا ہے!

اس ملک کے تھانوں میں روزانہ ایسی ہزاروں ایف آئی آر درج ہوتی ہیں جن میں مقتول کے ورثا کتنے بے گناہوں کا نام درج کرواتے ہیں، اُنہیں قتل میں ملوث کرتے ہیں، ان کے خلاف موقع کے جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ ملک کے مہنگے ترین وکیلوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے، ان میں ایسے وکیل بھی شامل ہوں جو انسانی حقوق کے علمبردار بھی ہوں۔ یہ وکیل اپنے مؤکل کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے کہ اس کے زیادہ سے زیادہ دشمنوں کو پھانسی گھاٹ کا منہ دیکھنا پڑے، اُن کو ہزاروں داؤ پیچ سے گواہ کھڑے کرنے، خاص طریقے سے بیان دینے اور بیان میں مخصوص الفاظ بولنے کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔

ایسے مقدمات روزانہ عدالتوں میں چالان ہو کر جاتے ہیں جن میں بے گناہوں کی کثیر تعداد موجود ہوتی ہے۔ پھر اس دن اس کامیاب وکیل کا چمکتا دمکتا چہرہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے جب وہ ایک یا ایک سے زیادہ بے گناہوں کو پھانسی کی کوٹھڑی تک پہنچا آتا ہے۔ قتل کے مقدموں میں میرے ملک میں یہ رواج عام ہے۔ اس عام رواج کی گواہی پنجاب ہائی کورٹ کا چالیس کی دہائی کا وہ فیصلہ ہے جس میں ججوں نے کہا ہے کہ اس خطے کے لوگوں کا نزعی یعنی عین مرتے وقت ریکارڈ کئے جانے والے بیان پر بھی یقین نہ کرو۔ کیونکہ یہ موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی جھوٹ بول کر اپنے بے گناہ دشمنوں کے نام قاتلوں کی فہرست میں شامل کرواتے ہیں۔

میرے شہر گجرات کے ایک گاؤں کا مشہور واقعہ ہے کہ دو خاندانوں کی دشمنی مدتوں سے چل رہی تھی، کئی قتل ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک خاندان کا بوڑھا شخص اس قدر ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا کہ گھر والوں نے اس کی چارپائی کے بیچ سوراخ کر دیا تھا تاکہ رفع

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حاجت وغیرہ کر سکے، کیونکہ وہ اُٹھنے سے معذور ہو چکا تھا۔ ایک دن اُس نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا: میں مر تو رہا ہوں میری موت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ بیٹوں نے حیرت سے پوچھا: وہ کیسے ؟ کہنے لگا: مجھے ڈیرے پر لے جاؤ، وہاں دو تین دن رکھو، پھر مجھے قتل کرو اور دشمنوں پر پرچہ درج کروادو۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ پرچہ درج ہوا، موقع کے جھوٹے گواہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر عدالتوں میں بیان دیتے رہے اور بے گناہ پھانسیوں پر جھول گئے۔

ایسے واقعات ہر صوبے، ضلع اور شہر میں روزانہ ہوتے ہیں۔ سارے شہر کو علم ہوتا ہے کہ یہ بے گناہ پھانسی پر جھولنے جا رہے ہیں۔ لیکن جھوٹی گواہیوں اور پولیس کے بہیمانہ تشدد کے نتیجے میں یہ سب ہو رہا ہوتا ہے اور گذشتہ ایک صدی سے ہوتا آ رہا ہے۔ لوگ موت کی آغوش میں جاتے ہیں اور پولیس اور وکیلوں کے رزق کا سامان مہیا ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب ظلم و بربریت ہر کسی کے علم میں ہے لیکن آج تک کوئی انسانی حقوق کا علمبردار، کوئی سپریم کورٹ، ہائی کورٹ یا ڈسٹرکٹ بار کا صدر غصے میں آنکھیں لال کر کے، بینر اُٹھا کر، جلوس نکالتے ہوئے یا میڈیا کے سامنے گرجتے ہوئے یہ نہیں بولا کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ کو ختم کیا جائے۔ یہ ظلم ہے، اس سے بے گناہ لوگوں کو پھانسیاں ہوتی ہیں۔ جو عدالت میں پھانسی سی بچ جاتا ہے، اُسے گھات میں بیٹھے دشمن مار دیتے ہیں۔ گذشتہ ۶۲ سال کی تاریخ میں کسی انسانی حقوق کی انجمن کو نہ یہ بے گناہ لوگ ــــ یاد آئے اور نہ ہی تعزیراتِ پاکستان کا 'کالا قانون' دفعہ ۳۰۲۔

تعزیراتِ پاکستان کی اس دفعہ کے علاوہ انسدادِ منشیات کے بھی سخت قوانین اس ملک میں رائج ہیں۔ ان قوانین کا معاملہ عجیب ہے۔ جو بڑے بڑے منشیات کے سمگلر اور اڈے چلانے والے ہیں، سب کے سب پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ملی بھگت سے اپنا کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں اور کارکردگی دکھانے کے لیے کسی بھی معصوم کی کار میں یا اُس کے سامان میں دھوکہ دہی سے منشیات رکھ کر پکڑوایا جاتا ہے، یہاں تک کہ حج پر جانے والے معصوم حاجیوں کو بھی فریب سے مال دیا جاتا ہے۔ اس سارے دھندے میں بعض دفعہ ٹارگٹ پورا کرنے کے لیے پولیس عام لوگوں کی جیب میں ہیروئن کی پڑیاں اور چرس کے پتے رکھ کر پکڑتی ہے اور ایسا مضبوط کیس بنایا جاتا ہے کہ اُنہیں لمبی قید اور کبھی کبھی

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سزائے موت بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی حرکتیں کسی سے دشمنی نبھانے کے لیے بھی کی جاتی ہیں۔ یہاں بھی پولیس کا 'رزق' چلتا ہے اور وکیلوں کا دھندا بھی۔ لیکن کسی نے آواز بلند نہیں کی کہ انسدادِ منشیات کے کالے قانون کو ختم کرو، اس لیے کہ اس کی وجہ سے بے گناہ لوگ تختہ دار پر پہنچ رہے ہیں!!

پاکستان کا ضابطہ فوجداری پولیس کو تفتیش کا اختیار دیتا ہے اور ایک طریقہ بتاتا ہے۔ ایف آئی آر درج ہوتے ہی گرفتار کرلو۔ ناقابل ضمانت جرم ہو تو ملزم بے گناہ ہی کیوں نہ ہو کئی سال تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے پڑا سڑتا رہتا ہے۔ تفتیشی افسر رشوت سے، بددیانتی سے یا سیاسی دباؤ سے جس طرح کا کیس بنائے، جس کو چاہے ملوث کرے۔ اور مظلوم بے چارہ روزِ اوّل یعنی ایف آئی آر کے درج ہونے کے دن سے تھانوں، حوالاتوں اور جیلوں میں تشدد برداشت کرنا، ظلم سہنا اور اپنی قسمت کو کوستا رہتا ہے۔

لیکن آج تک کسی انسانی حقوق کے ترجمان، سپریم کورٹ، ہائی کورٹ یا ڈسٹرکٹ بار کے صدر نے چیخ چیخ کر یہ اعلان نہیں کیا، یہ مطالبہ نہیں دہرایا کہ قتل، اقدامِ قتل، دہشت گردی یا منشیات وغیرہ کے مقدمات اس وقت تک نہ رجسٹر کئے جائیں۔ ایس ایچ او ایف آئی آر نہ کاٹے جب تک عدالت اس کی تحقیق نہ کرلے کہ کسی کو غلط طور پر دشمنی کی بنیاد پر یا سیاسی دباؤ کی وجہ سے ملوث تو نہیں کیا گیا۔ ایسا سب کچھ اس ملک میں سالوں سے ہوتا آرہا ہے۔ تھانے، کچہریاں، عدالتیں اور وکیلوں کے دفاتر اسی طرح آباد ہیں اور روز بے گناہ لوگ تعصب، دشمنی، سیاسی چپقلش اور غنڈہ گردی کی وجہ سے تختہ دار پر بھی لٹکتے ہیں اور لمبی جیلیں بھی کاٹتے ہیں۔ کوئی ان کے دُکھ میں نہیں روتا، ان کا درد بیان نہیں کرتا۔ کسی جاوید غامدی یا عاصمہ جہانگیر کو اس گلے سڑے اور بدبودار انگریز کے نافذ کردہ اینگلو سیکسن قانون کی ان مسلسل ناانصافیوں پر احتجاج کی توفیق نہیں ہوتی!!

البتہ جیسے ہی معاملہ میرے نبی ﷺ کی حرمت اور اس کی عزت و توقیر کا آجائے تو یہ ساری زبانیں کھل جاتی ہیں۔ یہ اس اُمت کی آخری متاع عزیز ہے۔ گناہگار ہو، عصیاں میں لتھڑا ہو لیکن اس اُمت کا سادا سا مسلمان سید الانبیا ﷺ کی شان میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرتا۔ میں آسیہ کے کیس کے مندرجات اور تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن مجھے اتنا

© rasailojaraid.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ